إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

ٹیلیفون: ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

جلد ۷۳ نمبر ۱۸۶
یوم آزادی نمبر
قیمت: ایک روپیہ

پیر - ۱۵ ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ
۱۳ ظہور ۱۳۶۳ ہش
۱۳ اگست ۱۹۸۴ء

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاد امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہر احمدی اپنے وطن کا محب ہے اور وطن کی محبت اس کا جزو ایمان ہے

ہمیں اپنے وطن سے محبت ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس محبت میں سب سے پیش پیش ہیں

ہم اس وطن کے لئے ہر خطرے میں انشاء اللہ سب سے آگے کھڑے ہوں گے:

"ہمیں اپنے وطن سے محبت ہے ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس محبت میں سب سے پیش پیش ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وطن ہم سے کیا سلوک کرے۔ ہم بہر حال اس وطن کے لئے ہر خطرے میں انشاء اللہ سب سے آگے کھڑے ہوں گے، ہر وہ تیر جو اس وطن کی طرف چلایا جائے گا احمدیوں کی چھاتیاں سب سے آگے ہوں گی ان تیروں کو لینے کے لئے۔"

(اقتباس از خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بموقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ ۱۹۸۲ء بحوالہ ماہنامہ خالد نومبر/دسمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۹)

"ہر محب وطن احمدی کا فرض ہے کہ وہ کسی قیمت پر بھی ملک میں فساد نہ ہونے دے۔ محب وطن سے میری مراد نہ صرف پاکستان بلکہ تمام دنیا کے احمدی ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر احمدی اپنے اپنے ملک اور اپنے اپنے وطن کا محب ہے اور یہ ہماری تعلیم ہے اور یہ ہمارا ایمان ہے کہ آج دنیا کی تمام قوموں میں سب سے زیادہ سچائی اور وفا کے ساتھ اگر کوئی اپنے وطن سے محبت کرتا ہے اور وطن کی محبت جس کا جزو ایمان بن گئی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے افراد ہیں۔

اگر ہم زیادہ وسیع نظر سے دیکھیں تو ساری دنیا ہی اس وقت فسادات کا شکار ہے اور تمام دنیا میں بعض تخریبی طاقتیں جو بڑے عظیم ملکوں سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور نسبتاً چھوٹے ملکوں سے بھی تعلق رکھتی ہیں وہ پوری طرح سرگرم عمل ہیں کہ کس طرح فساد برپا ہو پس بین الاقوامی جماعت کے افراد کا اس کے مقابل پر فرض ہے کہ اپنے اپنے وطن میں ہر وہ ذریعہ استعمال کریں جس کے نتیجہ میں فساد دب جائے اور فساد کا کوئی موقع پیدا نہ ہو۔"

(الفضل یکم اگست ۱۹۸۳ء صفحہ ۲-۳)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل۔ دارالرحمت غربی ربوہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۵ ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ

۱۳ ظہور ۱۳۶۳ ہش

آزادی کی حفاظت

اور

اس کا ایک اہم تقاضا

۱۴ اگست ۱۹۸۴ء کو بحمد اللہ تعالیٰ قیام پاکستان پر ۳۷ سال پورے ہونے پر ہم اپنا ۳۸ واں یوم آزادی اور اپنی آزادی کی ۳۷ ویں سالگرہ منا رہے ہیں یہ یوم آزادی کو قوموں کی تاریخ میں بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے یہ دن بڑی دھوم دھام اور جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ آزادی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ اس نعمت کا بدل کوئی اور مادی نعمت ہو ہی نہیں سکتی۔ آزادی تو وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جو ان گنت نعمتوں کا دروازہ کھولنے کا موجب بنتی ہے۔

حصول آزادی کے بعد قوم پر بنیادی اہمیت کی حامل جو سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ اپنی آزادی کی ہر قیمت پر حفاظت کی جائے تاکہ آزادی جن ان گنت نعمتوں کا دروازہ کھولنے کا موجب ہوئی ہے قوم ان سے متمتع ہو کر شاہراہ ترقی پر آگے ہی آگے قدم بڑھاتی چلی جائے۔ آزادی کی خاطر خواہ حفاظت کا راز اس امر میں مضمر ہوتا ہے کہ اس بنیادی اصل کو جو حصولِ آزادی کا موجب ہوا ہے کسی حالت میں بھی کوئی ضعف نہ پہنچنے دیا جائے اور اس پر مضبوطی سے قائم رہ کر آزادی کو لاحق ہونے والے ہر خطرہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ حصولِ آزادی پر منتج ہونے والی بنیادی اصل پر مضبوطی سے قائم رہنے کے نتیجہ میں اول تو آزادی کو کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہی نہیں اور اگر ہو تو اس کا سدِباب چنداں مشکل نہیں ہوتا۔ اس بنیادی اصل کے مضبوط ہونے کے نتیجہ میں بڑے سے بڑا خطرہ بھی دھواں بن کر اڑ جاتا ہے۔

وہ بنیادی اصل جو ہندو کانگریس اور انگریزی حکومت کی ملی بھگت انکی شاطرانہ چالوں اور انتہائی شدید مخالفت کے علی الرغم قیام پاکستان کا موجب بنا وہ ناقابل تسخیر سیاسی اتحاد تھا جو قائد اعظم نے اپنی غیر معمولی ذہانت، نہایت بلند پایہ قائدانہ صلاحیت اور مسحور کن شخصیت کے بل پر برصغیر کے مسلمانوں کے درمیان قائم کر دکھایا تھا۔ برصغیر کے مسلمان اس وقت بھی مذہبی فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ بایں ہمہ قائد اعظم نے ان اختلافات کو چھیڑے بغیر حصول پاکستان کے مشترکہ مقصد کے نام پر انہیں مسلم لیگ کے سیاسی پلیٹ فارم پر متحد کر کے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنانے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ جس کے نتیجہ میں وہ ایسی قوت اور طاقت سے ہمکنار ہوئے کہ جس سے ٹکرا کر برہمنی سامراج اور برٹش امپیریل ازم کی عظیم طاقتیں پاش پاش ہوئے بغیر نہ رہیں اور انہیں مطالبہ پاکستان کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہ رہا۔ انہوں نے بنائے اختلاف کا کوئی سوال بھی درمیان میں نہیں آنے دیا بلکہ تمام تر زور مشترکہ مقصد کے حصول کے لئے اتحاد پر دیا۔ جس کلمہ لو نے بھی مسلم لیگ کے مقاصد سے اتفاق کیا۔ قائد اعظم نے اس بحث میں پڑے بغیر کہ وہ کیا ہے کیا نہیں اسے گلے سے لگا لیا اور اسے ایک قیمتی موتی سمجھ کر سلک اتحاد میں پرو لیا۔ اس ناقابل تسخیر اتحاد کی بدولت زبردست مخالف طاقتوں کو ہتھیار ڈالتے ہی بنی۔ پاکستان بحمد اللہ ایک آزاد و خود مختار مملکت کی حیثیت میں منصۂ شہود پر آیا اور اس شان سے آیا کہ دنیا ورطۂ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہی۔

قائد اعظم کا قائم کردہ یہ ناقابلِ تسخیر اتحاد ہماری آزادی کی حفاظت اور ہماری آزاد و خود مختار مملکت کے استحکام اور اس کی تعمیر و ترقی کا ضامن ہے۔ یہی وہ بنیادی اصل ہے جس پر حصولِ پاکستان کے بعد مضبوطی سے قائم رہنے کی قائدِ اعظم بار بار اور بہ تکرار تلقین فرماتے رہے۔ مثال کے طور پر آپ نے فرمایا:

"آپ نے ایک پرانا قول سنا ہوگا کہ قوت اکٹھے میں ہوتی ہے۔ جب تک ہم متحد ہیں سربلند اور طاقتور ہیں، اگر متحد نہیں تو کمزور اور خوار ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر مسلمان حتی الامکان یہ کوشش کرے کہ آپس میں کامل اتحاد اور اتفاق پیدا ہو۔

پاکستان مسلم قوم کے اتحاد کی ایک مجسم صورت ہے اور اسے اسی صورت میں قائم رہنا چاہیئے۔ ہم پر اس اتحاد کو قائم رکھنا لازم ہے۔ اب آپ کی حیثیت ایک قوم کی ہے۔ آپ نے اپنا ملک بھی بنا لیا ہے۔ اور یہ وسیع سرزمین سب آپ ہی کی ہے ..... آپ سب ہی اس کے مالک ہیں۔ کیا آپ اسکی تعمیر کرنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو اس کے لئے ایک ضروری شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم سب کے درمیان پورا اتحاد اور اتفاق ہو۔"

(کتاب الموسوم "بابائے قوم" نے فرمایا" ص۲۲ و ص۲۳)

قائد اعظم نے جن اصولوں پر اور جس شکل میں یہ اتحاد قائم فرمایا اس کو بعینہٖ انہی اصولوں اور اسی شکل میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ اسی میں ہماری آزادی کی حفاظت اور ہماری ترقی کا راز مضمر ہے۔ اس اتحاد میں معمولی سی دراڑ بھی خواہ وہ عقائد کی آڑ میں ڈالی جائے یا علاقائی اور لسانی عصبیتوں کے نام پر ڈالنے کی کوشش کی جائے انتہائی خطرناک ہوگی۔ اگر ایک دراڑ کو گوارا کر لیا گیا تو مزید دراڑوں کا پڑنا ایک قدرتی عمل کے طور پر ناگزیر ہوگا۔ بڑی سے بڑی تدبیر بھی انہیں روکنے پر قادر نہیں ہو سکے گی۔ اگر افتراق اور پھوٹ کا معمولی رخنہ پڑ جائے یا پڑنے دیا جائے تو وہ رخنہ معمولی نہیں رہتا وہ بڑھتا اور پھیلتا ہے اور اس طرح تخریبی قوتوں کو گل کھلانے کا موقع ملتا چلا جاتا ہے۔ یہ گمان کرنا کہ ہم اپنے پیدا کردہ اس رخنہ کو بڑھنے نہیں دیں گے اور اسے کنٹرول میں رکھیں گے ثابت شدہ حقیقت سے آنکھیں موند لینے کے مترادف ہے۔ پھوٹ ڈالنے والی فطرت کو پورے طور پر دبا کر نہ رکھا جائے۔ اور کسی نام نہاد مصلحت کے پیش نظر اسے گل کھلانے کی تھوڑی سی مہلت دینے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھا جائے تو پھر یہ فطرت ایسی بے قابو ہوتی ہے کہ اسے قابو میں لانا انتہائی محال ہو جاتا ہے۔

اگر پاکستانی قوم کے افراد جن میں بلا استثناء ہم سب شامل ہیں اپنے ۳۸ ویں یوم آزادی کے اس مبارک موقعہ پر افتراق سے متعلق فطرت کے اس قانون اس کی کارفرمائی اور اس کی ہلاکت آفرینی کا احساس کرتے ہوئے قائد اعظم کے قائم کردہ ناقابلِ تسخیر اتحاد کی طرف واپس لوٹنے کا عزم کر لیں اور اپنا قبلہ سیدھا کر کے اس کی طرف پیش قدمی شروع کر دیں تو اس سے زیادہ خوشی اور خوش بختی کی اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری دعا ہے کہ بحیثیت قوم وہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین

دعاؤں اور قربانیوں کے ساتھ پاکستان کو ناقابلِ تسخیر بنا دو

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثانی حضرت فضل عمر کا ارشاد

"میں پاکستان کے تمام احمدیوں کو یہ ہدایت دیتا ہوں کہ وہ اپنی شاندار روایات کو قائم رکھتے ہوئے حکومت پاکستان سے ہر طرح تعاون کریں اور استحکام پاکستان کے لئے ہر قسم کی قربانیاں بشاشت کے ساتھ پیش کرتے ہوئے حُبّ الوطنی کا ثبوت دیں اور اپنے رب رحیم سے دعائیں بھی کرتے رہیں ..... دعاؤں اور قربانیوں کے ساتھ اپنے محبوب وطن کو مستحکم اور ناقابل تسخیر بنا دو۔"

(الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء صفحہ اول)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریکِ پاکستان اور جماعت احمدیہ

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ربوہ

قائداعظمؒ کی لندن سے واپسی کے لئے تحریک:

قائداعظم محمد علی جناحؒ ہندو ذہنیت اور کانگرس میں شامل علماء کے مسلم کش رویہ سے گول میز کانفرنس کے دوران ہی سخت مایوس ہو گئے۔ اور ہندوستان کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنے کا فیصلہ کر کے انگلستان میں رہائش اختیار کر لی۔ قائداعظمؒ خود اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں حیران ہوں کہ میری ملی خودداری اور وقار کو کیا ہو گیا تھا میں کانگرس سے صلح و مفاہمت کی بھیک مانگا کرتا تھا میں نے اس مسئلہ کے حل کے لئے اتنی مسلسل اور غیر منقطع مساعی کیں کہ ایک انگریز اخبار نے لکھا۔ مسٹر جناح ہندو مسلم اتحاد کے مسئلہ سے کبھی نہیں تھکتے لیکن گول میز کانفرنس کے زمانہ میں مجھے اپنی زندگی کا سب سے بڑا صدمہ پہنچا۔ جیسے ہی خطرہ کے آثار نمایاں ہوئے۔ ہندو ذہنیت دل و دماغ کے اعتبار سے اس طرح نمایاں ہوئی کہ اتحاد کا امکان ہی ختم ہو گیا۔ اب میں مایوس ہو چکا تھا۔ مسلمان بے سہارا اور ڈانواں ڈول ہو رہے تھے کبھی حکومت کے وفاداران رہنمائی کے لئے میدان میں آموجود ہوتے تھے کبھی کانگرس کے نیازمندان خصوصی ان کی قیادت کا فرض ادا کرنے لگتے تھے مجھے اب ایسا محسوس ہونے لگا کہ میں ہندوستان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا نہ ہندو ذہنیت میں کوئی خوشگوار تبدیلی کر سکتا ہوں نہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول سکتا ہوں آخر میں نے لندن ہی میں بود و باش کا فیصلہ کر لیا۔"

(قائداعظمؒ اور ان کا عہد صفحہ ۱۹۱-۱۹۲ مؤلفہ مولانا رئیس احمد جعفری)

قائداعظمؒ کے اس فیصلہ سے کانگرسی ہندو اور کانگرس نواز مسلمانوں کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا مگر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ کا دردمند دل اس صورتحال کو دیکھ کر تڑپ اٹھا کہ مسلمانانِ ہند اپنے ایک محبوب سیاسی لیڈر کی براہِ راست قیادت سے محروم ہو گئے ہیں اور مسلم سیاست پر وہ لوگ مسلط ہو رہے ہیں جو مسٹر گاندھی کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔

انتخابات ۴۵-۱۹۴۶ء کے دوران مسلم لیگ کی پرجوش حمایت:

قائداعظمؒ کی قیادت کا اہم ترین واقعہ قراردادِ پاکستان ہے جو ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں پاس ہوئی۔ اس قرارداد کے بعد سر سٹیفورڈ کرپس ہندوستان آئے اور ہندوستان کی آزادی کا ایک جدید فارمولا پیش کیا۔ جسے مسلم لیگ اور کانگرس دونوں نے مسترد کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کی آزادی قطعی محال اور بالکل ناممکن دکھائی دینے لگی۔ عین اس تاریک اور گھٹا ٹوپ ماحول میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۱۲ جنوری ۱۹۴۵ء کو ایک خطبہ جمعہ کے ذریعہ انگلستان اور ہندوستان دونوں کو مفاہمت و مصالحت کی دعوت دی۔

(الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۴۵ء)

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کی زبان کو بسا اوقات اپنی زبان بنا لیتا ہے۔ یہی صورت حال یہاں ہوئی۔ آپ کے خطبہ کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے خود بخود یہ سامان پیدا کر دیا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کو جو ان دنوں فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج تھے کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں ہندوستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے انگلستان جانا پڑا جہاں آپ نے سرکاری نمائندہ ہونے کے باوجود انگلستان کے سامنے ہندوستان کی آزادی کا مطالبہ ایسے زوردار اور پرشوکت وقوت الفاظ میں رکھا کہ دنیا بھر میں تہلکہ مچ گیا اور انگلستان کے سربرآوردہ اخبارات کے علاوہ ہندوستان کے مسلم و غیر مسلم پریس نے اس پر بکثرت تعریفی مضامین لکھے۔ چنانچہ اخبار انقلاب نے "سر ظفر اللہ خان کی صاف گوئی" کے عنوان سے لکھا:۔

"چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان نے کامن ویلتھ کی کانفرنس منعقدہ لنڈن میں جو تقریر فرمائی وہ ہر انگریز اور اتحادی ملکوں کے ہر فرد کے لئے دلی توجہ کی مستحق ہے کیا اس ستم ظریفی کی کوئی مثال مل سکتی ہے کہ جس ہندوستان کے پچیس لاکھ بہادر مختلف جنگی میدانوں میں جمعیتہ اقوام برطانیہ کی آزادی کو محفوظ رکھنے کی خاطر لڑ رہے ہیں وہ خود آزادی سے محروم ہے۔"

(انقلاب۔ ۲۲ فروری ۱۹۴۵ء)

حیدرآباد دکن کے روزنامہ پیام (۲۲ فروری ۱۹۴۵ء) نے لکھا:۔

"سر ظفر اللہ کی آواز میں ایک گرج ہے ایک دھماکا ہے جس کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔"

ہندو اخبار پرتاپ (۲۰ فروری ۱۹۴۵ء) نے یہ نوٹ شائع کیا:۔

"ایک ایک ہندوستانی کو سر ظفر اللہ خان کا ممنون ہونا چاہیئے کہ انھوں نے انگریزوں کے گھر جا کر حق کی بات کہہ دی"

اخبار "پرتاپ" (۲۲ فروری ۱۹۴۵ء) نے لکھا:۔

"ہندوستان کے فیڈرل کورٹ کے جج سر ظفر اللہ خاں آج کل لنڈن گئے ہوئے ہیں۔ آپ کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں ہندوستانی ڈیلی گیشن کے لیڈر ہیں لنڈن میں آپ نے جو تقریریں کی ہیں۔ ان سے ہندوستان تو کیا ساری کامن ویلتھ میں تہلکہ مچ گیا ہے ..... آپ نے برطانوی حکمرانوں کو وہ کھری کھری سنائیں کہ سننے والے دنگ رہ گئے برطانوی حکومت کے درجنوں تنخواہ دار ایجنٹوں کے کئے کرائے پر آپ کی تقریر نے پانی پھیر دیا۔"

چوہدری صاحب کی ان حریت پرور اور انقلاب انگیز تقریروں کا فوری اثر برطانیہ کے عوامی اور صحافتی حلقوں سے بڑھ کر براہ راست برطانوی حکومت پر یہ ہوا کہ اس نے لارڈ ویول وائسرائے ہند کو انتقالِ اقتدار کا نیا فارمولا تجویز کرنے اور مسلم و غیر مسلم زعماء کو مصالحت کی پیشکش کرنے کے لئے لنڈن طلب کر لیا لارڈ ویول برطانوی وزیر اعظم مسٹر چرچل اور کابینہ کے دوسرے ارکان سے مشورہ کے بعد ۵ جون کو نئی تجاویز لے کر ہندوستان میں پہنچ گئے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۲۲ جون ۱۹۴۵ء کے خطبہ جمعہ میں مسلمان اور ہندو لیڈروں کو نہایت دردِ دل کے ساتھ یہ پیغام دیا کہ انگلستان صلح کے لئے ہاتھ بڑھا رہا ہے۔ دو سو سال سے ہندوستان غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے وہ اس پیشکش کو قبول کر کے آئندہ نسلوں پر احسانِ عظیم کریں حضور کا یہ خطبہ جمعہ اور اس کا انگریزی ترجمہ دونوں ہندوستانی لیڈروں تک پہنچا دیا گیا۔

مشہور اہلحدیث عالم جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اخبار اہلحدیث میں اس خطبہ کے بعض اقتباسات دے کر یہ تبصرہ فرمایا:۔

"یہ الفاظ کس جرأت اور حیرت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ کانگرسی تقریروں میں اس سے زیادہ نہیں ملتے۔ چالیس کروڑ ہندوستانیوں کو غلامی سے آزاد کرانے کا ولولہ جس قدر خلیفہ جی کی اس تقریر میں پایا جاتا ہے وہ گاندھی جی کی تقریر میں بھی نہیں ملے گا۔"

(اہلحدیث امرتسر ۶ جولائی ۱۹۴۵ء صفحہ ۴)

سیاسی لیڈروں کی کانفرنس ۲۵ جون سے لے کر ۱۶ جولائی ۱۹۴۵ء تک جاری رہی قائداعظم محمد علی جناحؒ صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے انتہائی کوشش کی کہ کسی طرح کانگرسی لیڈر لاہور ریزولیوشن کے مطابق مسلمانوں کے حق خودارادیت کی گارنٹی دیں اور ملک میں ایک عارضی قومی حکومت قائم ہو جائے مگر کانگرس اس پر آمادہ ہونے کے لئے تیار نہ ہوئی۔ قائداعظمؒ کی طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام جماعت احمدیہ کا بھی خیال تھا کہ اگر ہندو کانگرس مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کرلے تو ملک میں ایک قومی حکومت قائم ہو سکتی ہے

(الفضل ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء صفحہ)

المختصر جب مفاہمت کی کوئی صورت باقی نہ رہی تو وائسرائے ہند لارڈ ویول نے ۱۹ ستمبر ۱۹۴۵ء کو ملک میں نئے انتخابات کرانے کا اعلان کر دیا۔ اس پر قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلمانانِ ہند کے نام پیغام دیا:۔

"ہمارے پیش نظر اہم مسئلہ آئندہ انتخابات کا ہے موجودہ حالات میں انتخابات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ انتخابات ہمارے لئے ایک آزمائش کی صورت رکھتے ہیں..... ..... ہم رائے دہندگان کی اس امر کے بارے میں رائے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ پاکستان چاہتے ہیں یا ہندو راج کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں..... مجھے معلوم ہے کہ ہمارے خلاف بعض طاقتیں کام کر رہی ہیں اور کانگرس ارادہ کئے بیٹھی ہے کہ ہماری صفوں کو ان مسلمانوں کی امداد سے پریشان کر دیا جائے جو ہمارے ساتھ نہیں ہیں مجھے افسوس ہے کہ وہ مسلمان ہمارے ساتھ نہیں ہیں بلکہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہیں یہ مسلمان ہمارے خلاف مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے کام میں بطور کارندے استعمال کئے جا رہے ہیں یہ مسلمان سدھائے ہوئے پرندے ہیں یہ صرف شکل و صورت کے اعتبار سے ہی مسلمان ہیں۔"

(اخبار انقلاب لاہور ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۸)

قائداعظمؒ کی یہ بات سو فیصدی درست نکلی کانگرس نے اپنے زرخرید علماء کو تحریک پاکستان، مسلم لیگ اور قائداعظمؒ کے خلاف پروپیگنڈا کے لئے پورے ملک میں پھیلا دیا۔ جہاں (قائداعظمؒ کی اصطلاح کے مطابق) کانگرس کے سدھائے ہوئے علماء نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ مرکزی اور صوبائی انتخابات کے ذریعہ تحریک کا نام و نشان تک مٹا ڈالیں وہاں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ نے ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو ایک مفصل مضمون میں اعلان کر دیا کہ:۔

"آئندہ الیکشنوں میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی تائید کرنی چاہیئے تا انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلا خوف تردید کانگرس سے یہ کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے اگر ہم اور دوسری (مذہبی) جماعتیں ایسا نہ کریں گی تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائیگی اور ہندوستان کے آئندہ نظام میں ان کی آواز بے اثر ثابت ہوگی اور ایسا سیاسی اور اقتصادی دھکا مسلمانوں کو لگے گا کہ اور چالیس سال تک ان کا سنبھلنا مشکل ہو جائے گا اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی عقل مند اس حالت کی ذمہ داری اپنے پر لینے کو تیار ہو۔"

(الفضل ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء صفحہ)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ اس جماعتی پالیسی کے اعلان سے قبل اپنے ایک خط میں بھی مسلم لیگ کی تائید میں ہدایت جاری فرما چکے تھے۔ اس خط کی نقل قائداعظم محمد علی جناحؒ کی خدمت میں بھجوائی گئی تو آپ نے امام جماعت احمدیہ کے اس فیصلہ پر خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا اور امام جماعت احمدیہ کے الفاظ پریس میں بغرض اشاعت بھجوا دیئے۔ جو ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے حوالے سے مسلم اخبار ڈان (دہلی) نے اپنی ۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں چھاپے۔

مسلم لیگ کی عبوری حکومت میں شمولیت کے لئے جدوجہد

تحریک پاکستان کے اعتبار سے مسلم لیگ کا عبوری حکومت میں شامل ہونا ۱۹۴۵-۴۶ء کے انتخابات کے بعد سب سے نمایاں اور سب سے اہم واقعہ ہے کیونکہ مسلم لیگ نے اس کے نتیجہ میں صرف چار پانچ ماہ کے اندر اندر پاکستان کی آئینی جنگ جیت لی اور ملک میں متحدہ دستور ساز اسمبلی کے امکانات ختم ہو جانے پر برطانوی وزیراعظم مسٹر اٹیلی نے ۲۰ فروری ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کی مکمل آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس طرح کانگریس کا یہ دیرینہ خواب کہ وہ مسلم لیگ کو نظر انداز کر کے اپنی کثرت کے بل بوتے پر پورے ملک کے نظام حکومت کو چلائے گی دھرا کا دھرا رہ گیا اور برطانوی حکومت کو بالآخر مطالبہ پاکستان کے سامنے ہتھیار ڈال دینا پڑے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی شرکت انتہائی مخالف اور مایوس کن حالات میں ہوئی جن میں نیا خوشگوار انقلاب حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود کی دعاؤں، اور توجہات ہی کی برکت سے ہوا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پارلیمنٹری مشن نے وائسرائے ہند کے مشورہ سے ۱۶ جون ۱۹۴۶ء کو ملک میں ایک عارضی حکومت کے قیام کا اعلان کیا اور مسلم لیگ اور کانگرس کے زعماء کے نام دعوت نامے جاری کئے کہ وہ اس عارضی حکومت کے رکن کی حیثیت سے یہ قومی ذمہ داری قبول کر لیں۔ اعلان میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ جو سیاسی جماعت عارضی حکومت میں شامل نہ ہوگی اس سے صرف نظر کر کے دوسری جماعت کے اشتراک سے عارضی حکومت بنا دی جائے گی۔[1]

مسلم لیگ نے ایک قرارداد کے ذریعہ عبوری حکومت میں شرکت پر آمادگی ظاہر کر دی مگر کانگرس نے یہ دعوت رد کر دی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اس موقعہ پر بیان دیا کہ:۔

"مشن نے اعلان کیا تھا کہ اگر عارضی حکومت کے متعلق کسی پارٹی نے ہماری تجاویز منظور نہ کیں تو پھر ہم حکومت قائم کر دیں گے۔ اس اعلان کے مطابق اب اس کا فرض ہے کہ وہ کانگرس کو چھوڑ کر باقی پارٹیوں کے ساتھ عارضی حکومت قائم کر دے۔"[2]

مگر افسوس وائسرائے ہند لارڈ ویول نے دعوت واپس لے لی جس پر مسلم لیگ کونسل کو بھی اپنے اجلاس بمبئی میں بطور احتجاج اپنی رضامندی منسوخ کرنا پڑی۔ وائسرائے ہند نے جو اسی موقع کی تاک میں تھے کانگرس سے گٹھ جوڑ کر کے پنڈت جواہر لال نہرو صدر آل انڈیا کانگرس کو عبوری حکومت کی تشکیل کی دعوت دے دی جو پنڈت جی نے فوراً منظور کر لی اور اعلان کرنا شروع کر دیا۔ کہ جو ہمارے ساتھ شرکت نہ کرنا چاہے ہم اسے مجبور نہیں کر سکتے نہ اس کا انتظار کر سکتے ہیں ہم دستور سازی کا کام شروع کریں گے اور عبوری حکومت کو تنہا کامیابی سے چلا کر دکھا دیں گے۔ ازاں بعد انہوں نے ۲ ستمبر ۱۹۴۶ء کو عبوری حکومت کا چارج بھی سنبھال لیا۔ اس طرح مسلمانوں کو نظر انداز کر کے اقتدار کی پوری باگ ڈور ہندو اکثریت کے سپرد کر دی گئی اور مسلمانوں کی جیتی ہوئی جنگ بظاہر شکست میں بدل گئی اور مسلم لیگ کے لئے آبرومندانہ طور پر عبوری حکومت میں داخلہ کے سب راستے مسدود ہو گئے۔

مسلمانان ہند نے ملک بھر میں یوم احتجاج منایا اور قائداعظم نے راست اقدام کی دھمکی دی مگر کانگرسی حکومت نے جو انگریز کا واحد جانشین بننے کی خواب کو پورا ہوتے دیکھ کر نشہ میں مخمور ہو چکی تھی اس دھمکی کا جی بھر کر مذاق اڑا دیا اور کہا کہ یہ محض گیدڑ بھبکی ہے حکومت سے ٹکر لینا آسان نہیں یہ عیش و عشرت کے خوگر بھلا جنگ ہی کہاں کر سکتے ہیں اگر لڑیں گے تو ہار جائیں گے خود حکومت بھی ان کے مقابلہ کے لئے تیار اور چوکس ہے اور وہ ان نئے سرکشوں اور باغیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گی۔[3]

اس تاریک ترین دور میں جبکہ نہ صرف مسلم لیگ کا وقار معرض خطر میں پڑ گیا۔ بلکہ تحریک پاکستان کا خاتمہ اور مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا منظر آنکھوں کے سامنے پھرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام جماعت احمدیہ کو خبر دی گئی کہ اس مشکل مرحلے کا حل آپ کے ساتھ بھی وابستہ ہے، چنانچہ آپ بعض خدام سمیت ۲۳ ستمبر ۱۹۴۶ء سے لے کر ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء تک دہلی میں تشریف فرما رہے۔ اور قائداعظم محمد علی جناح، نواب صاحب بھوپال خواجہ ناظم الدین، سردار عبدالرب نشتر، نواب ممدوٹ، سعید خان چھتاری کے علاوہ مسٹر گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو سے بھی تبادلۂ خیال کیا۔ وائسرائے ہند لارڈ ویول کو چٹھی بھجوائی کہ جماعت احمدیہ ایک مذہبی جماعت ہے مگر موجودہ سیاسی بحران میں اس کی اصولی ہمدردی تمام تر مسلم لیگ کے ساتھ ہے۔ ایک دوسری چٹھی میں ان پر واضح کیا کہ اگر مسلم لیگ اور کانگریس کی گفت و شنید ناکام ہوتی نظر آئے تو اسے التواء کی صورت قرار دیا جائے۔ تا دونوں سیاسی حلقے مزید غور کر سکیں۔ حضرت فضل عمر کی دعاؤں اور مادی تدابیر نے بالآخر کامیابی کی راہ کھول دی۔ وائسرائے ہند نے یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مسلم لیگ ہائی کمان نے نہایت درجہ فہم و فراست کا ثبوت دیتے ہوئے اور کانگریس سے سمجھوتہ کئے بغیر عبوری حکومت میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔[4] اور ۱۳ اکتوبر کو اس کی اطلاع بھی وائسرائے ہند تک پہنچا دی گئی۔ یہ فیصلہ چونکہ انتہائی غیر موافق اور خلاف توقع حالات میں ہوا اس لئے اس نے کانگریس کے حلقوں میں کھلبلی مچا دی اور انہیں بھی پاکستان کی منزل صاف قریب آتے دکھائی دینے لگی۔ چنانچہ ہندو اخبار "ملاپ" نے صاف لفظوں میں اس رائے کا اظہار کیا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواہر لال جی اور ان کے ساتھیوں کے جوشِ آزادی کو تار پیڈو کرنے کا جتن

---

[1] قائداعظم اور دستور ساز اسمبلی صفحہ ۲۳۶۔ صفحہ ۲۳۹ مؤلفہ محمد اشرف عطاء۔

[2] الفضل ۲۸ جون ۱۹۴۶ء صفحہ ۳ کالم ۴۔

[3] "قائداعظم اور ان کا عہد" صفحہ ۳۹ تا ۷۴

[4] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۳۱۹ تا صفحہ ۳۳۱۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے"

(بحوالہ نوائے وقت ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۳ کالم نمبر ۳)

خضر وزارت کے استعفاء کی کامیاب کوشش

برطانوی حکومت تمام اختیارات ہندوستان کو سپرد کر دینے کا اعلان کر چکی تھی مگر چونکہ اٹیلی حکومت کے اعلان اور وزارتی مشن کے فارمولا کے مطابق انتقال اقتدار ابتداءً صوبوں کو ہونے والا تھا اور صوبہ پنجاب میں مسلم لیگ کی بجائے یونینسٹ وزارت قائم تھی جس کی موجودگی میں اس صوبہ کے پاکستان میں آنے کا امکان قطعی طور پر مخدوش تھا۔ اس لئے قائد اعظم اور دوسرے تمام ذمہ دار مسلم لیگی اس صورت حال پر بے حد متوش تھے حد یہ ہے کہ قائد اعظم کے مشورے پر پنجاب کے مسلم لیگی اکابر سر خضر حیات خان وزیر اعلیٰ یونینسٹ حکومت سے مذاکرات کر چکے تھے مگر ان کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا تھا۔

اس انتہائی نازک اور پریشان کن موقع پر چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بنفس نفیس لاہور تشریف لائے اور ملک خضر حیات خان کو مخلصانہ مشورہ دیا کہ وہ مستعفی ہو کر مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے رستہ صاف کر دیں۔ چنانچہ آپ کی تحریک پر ۲ مارچ ۱۹۴۷ء کو خضر حیات وزارت سے مستعفی ہو گئے جس پر مسلمانان ہند نے جشن مسرت منایا۔ اخبار "ٹریبیون" نے ۵ مارچ ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں خبر دی کہ:۔

"معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خضر حیات خاں صاحب نے یہ فیصلہ سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے مشورہ اور ہدایت کے مطابق کیا ہے۔"

اخبار "ملاپ" مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۵۱ء لکھتا ہے:۔

یہ ایک واضح بات ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے خضر حیات کو مجبور کر کے اس سے استعفاء دلایا خضر حیات کا استعفاء مسلم لیگ کی وزارت بننے کا پیش خیمہ تھا۔ اگر خضر حیات کی وزارت نہ ٹوٹتی تو آج پنجاب کی یہ حالت نہ ہوتی۔"

جماعت احمدیہ کی قیام پاکستان کے تعلق میں ان سب مجاہدانہ اور سرفروشانہ خدمات پر دہلی کے اخبار "ریاست" نے اپنے ایک ادارتی نوٹ میں طنزاً لکھا کہ احمدی آج پاکستان کی تائید کر رہے ہیں مگر جب پاکستان قائم ہو گیا تو دوسرے مسلمان اُن کے ساتھ وہی سلوک روا رکھیں گے جو افغان حکومت نے کابل میں احمدیوں کے ساتھ کیا تھا۔

اس پر حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء کو ایک پُر شوکت تقریر فرمائی جس میں مختلف نقطہ ہائے نگاہ سے مطالبہ پاکستان کی معقولیت و ضرورت پر روشنی ڈالی۔ نیز اعلان فرمایا کہ مسلمان مظلوم ہیں اور ہم تو بہر حال مظلوموں کا ساتھ دیں گے۔ خواہ ہمیں تختۂ دار پر لٹکا دیا جائے۔ حضور کی یہ تاریخی اور یادگار تقریر ۲۱ مئی ۱۹۴۷ء کے الفضل میں شائع شدہ ہے۔

باؤنڈری کمیشن میں مسلم حقوق کی حفاظت کے لئے جدّوجہد

۳۰ جون ۱۹۴۷ء کو پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے لئے ایک حد بندی کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا گیا۔ جس کی صدارت سر سیرل ریڈ کلف کو سونپی گئی۔ سکھوں نے مطالبہ کیا کہ اگر کمیشن نے مشرقی پنجاب کی حد دریائے چناب مقرر نہ کی تو سکھ برطانوی سکیم کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔ باؤنڈری کمیشن نے ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء کے اجلاس میں فیصلہ کیا کہ جو جماعتیں کوئی میمورنڈم پیش کرنا چاہیں وہ ۱۸ جولائی تک مع چار زائد نقول اور ایسے چار نقشوں کے پیش کر دیں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ صوبے کی حد کس جگہ مقرر کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کمیشن نے صوبہ پنجاب کے جن پندرہ اضلاع کو متنازع فیہ قرار دیا۔ ان میں گورداسپور اور لاہور کے ضلع بھی شامل تھے حالانکہ ۳ جون کی برطانوی سکیم میں اُن کو قطعی طور پر مسلم اکثریت کا ضلع تسلیم کیا گیا تھا

کانگریس نواز علماء ۱۹۴۵ء کے الیکشن سے یہ پراپیگنڈہ کر رہے تھے کہ احمدی مسلمان نہیں اور یہ خدشہ یقینی تھا کہ ہندو یا سکھ باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنی بحث کے دوران یہ سوال اٹھا دیں گے کہ احمدی چونکہ مسلمان نہیں اس لئے ضلع گورداسپور کی مردم شماری میں اُن کو مسلمانوں سے الگ کر دیا جائے: تو یہ ضلع لازماً غیر مسلم اکثریت کا ضلع قرار پاتا ہے اس لئے اُسے مشرقی پنجاب میں آنا چاہیئے۔ اس تشویشناک صورت حال کے پیش نظر مسلم لیگ کی ہدایت پر جماعت احمدیہ نے مسلم لیگ کے وقت میں ایک علیحدہ محضر نامہ پیش کیا۔ یہ محضر نامہ نہایت قیمتی، بیش بہا اور مستند معلومات پر مشتمل تاریخی دستاویز ہے جو شائع شدہ ہے جس میں زبردست دلائل سے یہ ثابت کیا گیا کہ مغربی پنجاب کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ گورداسپور کا ضلع مغربی پنجاب میں شامل ہو تاکہ دریائے بیاس کے اس طرف جو مشرقی پنجاب کے علاقے ہیں ان کو پاکستان پر حملہ کرنے کی کھلی چھٹی نہ مل جائے۔

جماعت احمدیہ کے اس محضر نامہ اور وضاحت نے ہندوؤں اور سکھوں کے اس خیال کو پاش پاش کر دیا کہ وہ کانگریسی علماء کے بل بوتے پر اس ضلع کو غیر مسلم اکثریت کا ضلع ثابت کر دکھائیں گے اور اگرچہ ریڈ کلف ایوارڈ اور کانگریس کے گٹھ جوڑ اور سوچے سمجھے منصوبہ کے نتیجے میں اس مسلم اکثریت کے صوبہ کی تین تحصیلوں (تحصیل بٹالہ تحصیل پٹھان کوٹ و تحصیل گورداسپور) کو ظالمانہ طور پر ہندوستان کی جھولی میں ڈال دیا گیا۔ مگر ریڈ کلف اپنی بددیانتی اور فریب کاری کے جواز میں احمدیوں کے محضر نامہ کی وجہ سے کوئی دلیل دینے کی جرأت نہ کر سکا۔ جماعت احمدیہ نے ضلع گورداسپور اور قادیان کو پاکستان میں شامل کرنے کے لئے دن رات ایک کر کے صوبہ پنجاب اور گورداسپور کی مردم شماری کے تفصیلی اعداد و شمار جمع کئے احمدی پروفیسر، ڈرافٹسمین اور نقشہ نویس پاکستانی حدود کے زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کے لئے سرتاپا جہاد بن گئے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت نے امریکہ اور برطانیہ سے نہایت قیمتی باؤنڈری لٹریچر منگوایا جو بذریعہ ہوائی جہاز ہندوستان پہنچا جس کے ڈاک خرچ پر ہی ہزار روپے سے زائد رقم خرچ کرنا پڑی جماعت احمدیہ نے برطانیہ کے ایک ماہر اور ممتاز جغرافیہ دان ڈاکٹر اوسکر ایچ۔ کے سپیٹ (O. H. K. Spate) کی خدمات بھی حاصل کیں جنہوں نے لندن سے ہندوستان پہنچ کر باؤنڈری کمیشن کے دوران جماعت احمدیہ اور مسلم لیگ کے محضر ناموں اور بحث کی تیاری میں ہر ممکن مدد دی اور جو خاص طور پر مسلم لیگ کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئے۔ ڈاکٹر سپیٹ کے تمام اخراجات تنہا جماعت احمدیہ نے برداشت کئے۔

جہاں تک مسلم لیگ کے کیس کا تعلق ہے اس نازک ترین ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے قائد اعظم کی نظر انتخاب احمدیت کے مایۂ ناز فرزند چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب پر پڑی جنہوں نے انتہائی مشکلات اور تیاری کے مختصر ترین وقت کے باوجود مسلم اقلیت کے حقوق کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے نہ صرف اپنے قلم سے مسلم لیگی زعماء کے مشورہ سے محضر نامہ کا مکمل متن تیار کیا بلکہ ۲۶ جولائی سے ۳۰ جولائی ۱۹۴۷ء تک حد بندی کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا نقطہ نگاہ غیر معمولی قابلیت سے نمایاں کر دکھایا۔ آپ کی فاضلانہ اور مدلل بحث ریڈ کلف ایوارڈ کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

باؤنڈری کمیشن کے اختتام پر جناب حمید نظامی نے اپنے اخبار "نوائے وقت" لاہور کی یکم اگست ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں چوہدری صاحب کی اس فقید المثال خدمت کو سراہتے ہوئے لکھا:۔

"حد بندی کمیشن کا اجلاس ہوا سنسر کی پابندیوں کی وجہ سے ہم نہ اجلاس کی کارروائی چھاپ سکے نہ اب اس پر تبصرہ ہی ممکن ہے۔ کمیشن کا اجلاس دس دن جاری رہا ساڑھے چار دن مسلمانوں کی طرف سے بحث کے لئے مخصوص رہے مسلمانوں کے وقت میں سے ہی اُن کے دوسرے حامیوں کو بھی وقت دیا گیا۔ اس حساب سے کوئی چار دن سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے مسلمانوں کی طرف سے نہایت مدلل، نہایت فاضلانہ اور نہایت معقول بحث کی۔ کامیابی بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے مگر جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے مسلمانوں کا کیس پیش کیا اس سے مسلمانوں کو اتنا اطمینان ضرور ہو گیا کہ ان کی طرف سے حق و انصاف کی بات نہایت مناسب اور احسن طریقہ سے ارباب اختیار تک پہنچا دی گئی ہے۔ سر ظفر اللہ خاں صاحب کو کیس کی تیاری کے لئے بہت کم وقت ملا۔ مگر اپنے خلوص اور قابلیت کے باعث انہوں نے اپنا فرض بڑی خوبی کے ساتھ ادا کیا ہمیں یقین ہے کہ پنجاب کے سارے مسلمان بلا لحاظ عقیدہ اُن کے اس کام کے معترف اور شکر گزار ہوں گے۔"

اخبار "نوائے وقت" لاہور نے ۲۴ اگست ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں حسب ذیل نوٹ بھی لکھا:۔

جب قائد اعظم نے یہ چاہا کہ آپ پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلمانوں کے وکیل کی حیثیت سے پیش ہوں تو ظفر اللہ خاں نے فوراً یہ خدمت سرانجام دینے کی حامی بھری ..... اور اُسے ایسی قابلیت سے سرانجام دیا کہ قائد اعظم نے خوش ہو کر آپ کو یو۔ این۔ او میں پاکستانی وفد کا قائد مقرر کر دیا۔ جس طرح آپ نے ملت کی وکالت کا حق ادا کیا تھا اس سے آپ کا نام پاکستان کے قابل احترام خادموں میں شامل ہو چکا

لہ یہ قطعی شہادت اس امر پر ہے کہ احمدیوں نے میمورنڈم مسلم لیگ کی حمایت کیلئے پیش کیا تھا۔

تھا۔ آپ نے ملک و ملت کی شاندار خدمات سرانجام دیں تو قائداعظم انہیں حکومت پاکستان کے اُس عہدے پر فائز کرنے پر تیار ہو گئے جو باعتبار منصب وزیر اعظم کے بعد سب سے اہم اور وقیع عہدہ شمار ہوتا ہے۔"

علاوہ ازیں جسٹس محمد منیر صاحب نے جو ریڈ کلف ایوارڈ میں مسلمانوں کی طرف سے ممتاز رکن اور فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت کے صدر تھے اپنی عدالتی رپورٹ میں لکھا:۔

"عدالت ہذا کا صدر جو اس (باؤنڈری) کمیشن کا ممبر تھا اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے گورداسپور کے معاملہ میں کی تھی یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے اور جس شخص کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہو وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خاں نے مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں۔ اس کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالتی تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ قابلِ شرم ناشکرے پن کا ثبوت ہے"

(رپورٹ عدالتی تحقیقات صفحہ ۲۰۹)

پاکستان کے مشہور و ممتاز صحافی میاں محمد شفیع صاحب مدیر "اقدام" لاہور احراری عنصر کی پاکستان دشمن سرگرمیوں اور اس کے خوفناک نتائج پر روشنی ڈالتے ہوئے نہایت محتاط الفاظ میں لکھتے ہیں:۔

"مجلس احرار اسلام جس میں شاہ صاحب ایک گرم اور تڑپتے ہوئے دل کی حیثیت رکھتے تھے اجتہادی غلطی کا شکار ہو گئے اور تحریک پاکستان کا ہراول دستہ بننے کی بجائے سیاسی بھمبل بھوسوں میں گرفتار ہو گئے اگر اس وقت مسلم لیگ کو احرار اسلام ایسی فعال جتھہ بند اور جاندار جماعت کی تائید حاصل ہو گئی ہوتی تو کم از کم پنجاب کی شہ رگ کے قریب سے تقسیم نہ ہوتی"

("شاہ جی" صفحہ ۹۹ مؤلفہ نذیر مجیدی)

قیام پاکستان اور حضرت امام جماعت احمدیہ کا پُرشوکت بیان

الحمد للہ مسلم لیگ اور جماعت احمدیہ کی متحدہ کوششیں بالآخر جناب الٰہی میں قبول ہوئیں اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان دنیائے اسلام کے افق پر ستارہ بن کر نمودار ہو گیا مگر جس طرح جماعت احمدیہ نے من حیث الجماعت قیام پاکستان کی جدوجہد میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اسی طرح قیام پاکستان پر کانگریس اور انگریز کی ظالمانہ اور انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بھی سب سے بڑھ کر اسی کو بننا پڑا۔ اور اسے جہاد پاکستان کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی حتیٰ کہ اس کا محبوب مرکز قادیان جس پر ملک کے اسلام دشمن طبقوں کی مدتوں سے نظر تھی پاکستان سے جدا کر دیا گیا اور قادیان اور مشرقی پنجاب کے ہزاروں احمدیوں کے علاوہ اسیروں کے رستگار اور تحریک پاکستان کے عظیم جرنیل سیدنا وامامنا و مرشدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بھی ہجرت کر کے پاکستان آنا پڑا۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جن کی قیادت میں جماعت احمدیہ نے تحریکِ پاکستان کی بے لوث اور مسلسل جنگ لڑی تھی پاکستان پہنچ کر اُن غموں کو بھول گئے جو ہندوستان میں جماعت احمدیہ اور آپ کو پیش آئے۔ اس لئے کہ آپ کا مکان گو آپ کے ہاتھ سے جاتا رہا مگر آپ کے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکان مل گیا۔ اور آپ کے مقدس نام پر ایک عظیم الشان اسلامی مملکت قائم ہو گئی جس نے مسلمانوں کے لئے ترقی کے وسیع دروازے کھول دیئے اور ایک بین الاقوامی اسلامستان کی بنیاد رکھ دی۔ چنانچہ آپ نے پاکستان میں پہنچ کر یہ پُرشوکت اعلان فرمایا:۔

"پاکستان کا مسلمانوں کو مل جانا اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سانس لینے کا موقع میسر آگیا اور وہ آزادی کے ساتھ ترقی کی دوڑ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اب ان کے سامنے ترقی کے اتنے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ ان کو اختیار کریں تو دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی اور پاکستان کا مستقبل نہایت ہی شاندار ہو سکتا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنا وطن

اپنا وطن ہے۔ پاکستان۔ پاکستان۔ پاکستان

فخر۔ تفاخر۔ حفظ۔ امان — گھر۔ در۔ زر۔ سر۔ تن من جان
نام۔ نمود۔ اعزاز۔ نشان — اپنے وطن پر سب قربان

اپنے وطن پر سب قربان
اپنے وطن پر سب قربان
اپنا وطن ہے۔ پاکستان۔ پاکستان۔ پاکستان

چھوڑو عشرت خانے چھوڑو — خُم پھوڑو اور ساغر توڑو
نیند کے ماتوں کو جھنجھوڑو — کندھے سے سب کندھا جوڑو

جیسے سیسے کی بُنیان
اپنے وطن پر سب قربان
اپنا وطن ہے۔ پاکستان۔ پاکستان۔ پاکستان

(تنویر)

حُبُّ الوطنِ مِنَ الایمان

خدا گواہ وطن سے ہمیں محبت ہے
ہمارے دل کی تمنا وطن کی خدمت ہے

وطن سے رکھنا محبت تو جزوِ ایماں ہے
رسولِ مکّی و مدنی کی یہ ہدایت ہے

ہزار جان ہو قرباں وطن کے پرچم پر
اسی سے دوستو اپنے چمن کی زینت ہے

فقط زبان سے دعوے نہیں محبت کا
رہِ وفا پہ ہمارا عمل شہادت ہے

نہ مٹ سکیں گے ہمارے نقوش سرحد سے
عدو کے واسطے ہر نقش درسِ عبرت ہے

ہر اک محاذ پہ دشمن کو ہم نے زیر کیا
ہمارا ماضی فتوحات سے عبارت ہے

علی و اختر و ممتاز اور جنجوعہ
نفس نفس میں نہاں جذبۂ شہادت ہے

ستا رہی ہے مجھے یادِ کربلا شبیر
قیامِ حق کیلئے اس کی پھر ضرورت ہے

چوہدری شبیر احمد ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریکِ پاکستان کا انتخاب ۱۹۴۵ء میں

اہم ترین مرحلہ

جماعت احمدیہ کی تاریخ ساز خدمات

مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب
وقف جدید
ربوہ

جماعت احمدیہ وہ واحد مذہبی جماعت ہے جس نے بحیثیت جماعت تحریک پاکستان اور قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور حصول پاکستان کے سلسلہ میں نہایت درجہ قابلِ فخر اور مہتم بالشان خدمات سرانجام دیں۔ یہ اس درجہ گراں قدر خدمات تھیں کہ خود بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ان گراں قدر خدمات کو سراہا۔ ذیل میں تحریک پاکستان کے اہم ترین مرحلہ ۱۹۴۵ء کے، ہندوستان میں مرکزی اور صوبائی انتخابات میں جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد لاہور کی منظوری کے بعد تحریک پاکستان منزل بمنزل آگے بڑھ رہی تھی۔ مسلم لیگ کو حصولِ پاکستان کی راہ میں قدم قدم پر انگریز اور ہندو اور خود اپنے بھائیوں یعنی کانگرس نواز مسلمانوں کی پیدا کردہ رکاوٹوں کو دور کرنے میں بڑی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا۔

۱۴ جون ۱۹۴۵ء کو لارڈ ویول نے ہندوستان کی آزادی کے لئے ایک نئے فارمولا کا اعلان کیا جس کا مطلب ہندوستان کو مکمل سیلف گورنمنٹ کی طرف لے جانا تھا۔ ان کا پیش کردہ فارمولا میں کہا گیا کہ حکومت کو چلانے کے لئے ایک ایگزیکٹو کونسل بنائی جائے گی جس میں بڑے بڑے فرقوں کو مساوی نمائندگی دی جائے گی۔ اور جو موجودہ آئین (یعنی ۱۹۳۵ء کے ایکٹ) کے ماتحت کام کرے گی اور سوائے وائسرائے اور کمانڈر انچیف کے جو ایگزیکٹو کونسل کے جنگی ممبروں کے طور پر کام کریں گے۔ ساری ایگزیکٹو کونسل ہندوستانی ممبروں پر مشتمل ہوگی۔

شملہ کانفرنس کی ناکامی:

اس مقصد کے حصول کے لئے شملہ میں سیاسی لیڈروں کی کانفرنس منعقد کی گئی۔ ۲۵ جون تا ۱۴ جولائی ۱۹۴۵ء ہندوستان کے ممتاز سیاسی لیڈروں کی کانفرنس جاری رہی۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس کانفرنس میں انتہائی کوشش کی کہ کسی طرح کانگرس مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کرلے تاکہ کوئی سمجھوتہ طے ہوجائے اور قومی حکومت کا قیام عمل میں آسکے۔ اس موقعہ پر قائداعظم نے مسلم لیگ کے اس اہم مطالبہ کو پریس کانفرنس میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:—

"اگرچہ مسلم لیگ کو ویول تجاویز منظور نہیں۔ پھر بھی ہم عارضی طور پر قومی حکومت کی تشکیل میں حصہ لینے کو تیار ہیں۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مسلم نمائندوں کا حق انتخاب صرف مسلم لیگ کو حاصل ہو۔"

(قائداعظم اور دستور ساز اسمبلی ص ۱۵۳ مصنفہ محمد اشرف خان عطاء)

کانگرس کسی صورت میں بھی مسلم لیگ کو مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کرنے پر راضی نہ تھی۔ اور کانگرس نے مسلم لیگ کے اس موقف کو سبوتاژ کرنے کے لئے اپنی زرخرید اور پروردہ جماعتوں کو مسلم لیگ کے مقابلہ میں پیش کردیا اور دہلی میں مسلمانوں کی کانگرس نواز جماعتوں جمعیۃ العلماء، مسلم مجلس، مومن کانفرنس، آزاد پارٹی اور انجمن وطن بلوچستان کے نمائندوں کی کانفرنس کا انتظام کیا اور اس کانفرنس سے یہ قرارداد منظور کرائی کہ مسلم لیگ تمام مسلمانوں کی نمائندہ جماعت نہیں ہے۔ اور دوسری طرف کانگرس نے اپنے زرخرید نیشنلسٹ مسلمانوں کے طائفے کو عبوری حکومت میں شامل کرنے پر زور دیا۔ اس مرحلہ پر کانگرس نے یہ موقف اختیار کیا کہ اگر پانچ مسلمان ممبران کونسل ہوں تو اس میں سے دو غیر مسلم لیگی قوم پرست یعنی کانگرس نواز مسلمان ضرور شامل ہونے چاہئیں۔

مندرجہ بالا حالات کے پیشِ نظر قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ایگزیکٹو کونسل کے لئے مسلم لیگ کے ممبران کی فہرست وائسرائے ہند لارڈ ویول کو دینے سے انکار کردیا اور مطالبہ کیا کہ یا تو مسلم لیگ کو مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کیا جائے یا ملک میں انتخابات کرائے جائیں تاکہ فیصلہ ہوجائے کہ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کون ہے؟

۱۹ ستمبر ۱۹۴۵ء کو وائسرائے ہند لارڈ ویول نے ہندوستان میں مرکزی اور صوبائی مجالس آئین ساز کے انتخابات جلد کرانے کا اعلان کردیا۔

قائداعظمؒ کا مسلمانانِ ہند کے نام پیغام:

اس اہم ترین موقعہ پر اور حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے کوئٹہ سے مسلمانانِ ہند کے نام درج ذیل پیغام جاری کیا:—

"ہمارے پیشِ نظر اہم مسئلہ آئندہ انتخابات کا ہے موجودہ حالات میں انتخابات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ انتخابات ہمارے لئے ایک آزمائش کی صورت رکھتے ہیں..... ہم رائے دہندگان کی اس امر کے بارے میں رائے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ پاکستان چاہتے ہیں یا ہندو راج کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں..... مجھے معلوم ہے کہ ہمارے خلاف بعض طاقتیں کام کررہی ہیں اور کانگریس ارادہ کئے بیٹھی ہے کہ ہماری صفوں کو ان مسلمانوں کی امداد سے منتشر کردیا جائے جو ہمارے ساتھ نہیں ہیں بلکہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہیں یہ مسلمان ہمارے خلاف مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے کام میں بطور کارندے استعمال کئے جارہے ہیں۔ یہ مسلمان سدھائے ہوئے پرندے ہیں۔ یہ صرف شکل وصورت کے اعتبار سے ہی مسلمان ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کانگرس کے پاس دولت کے وسیع خزانے ہیں ان کے پاس مضبوط تنظیم اور پریس ہے مگر حق ہمارے ساتھ ہے اگر خدائے عزوجل نے ہماری اعانت کی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہوں گے۔"

(اخبار انقلاب لاہور۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

اس صورت حال کی نزاکت کا حضرت امام جماعت احمدیہ نے فوراً نوٹس لیا۔ آپ جانتے تھے کہ اگر ان انتخابات میں مسلم لیگ کو مسلمانوں کی بھرپور حمایت حاصل نہ ہوئی تو پاکستان کبھی نہیں بن سکے گا۔ اور ہندوستان کا مسلمان غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جائے گا۔ اور اگر خدانخواستہ مسلم لیگ مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہونے کے اپنے دعویٰ میں کامیاب نہ ہوسکی تو ہندوستان کا مسلمان صدیوں تک ہندوؤں کی غلامی سے آزاد نہ ہوسکے گا۔

قائداعظم نے کوئٹہ میں مسلم لیگ کو کامیاب بنانے کی جو تحریک کی تھی اس کی تائید وحمایت میں سب سے پہلی اور پرزور آواز جماعت احمدیہ کے امام کی طرف سے بلند ہوئی۔ تحریک پاکستان کے اس اہم ترین مرحلے میں آپ فوراً میدانِ عمل میں آئے اور اس سلسلہ میں تحریک پاکستان کی دامے درمے سخنے ہر طرح مدد فرمائی۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ نے ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو آئندہ الیکشنوں کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی کے عنوان سے درج ذیل پیغام جاری فرمایا:—

"آئندہ الیکشنوں میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی تائید کرنی چاہیئے تاکہ انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلا خوفِ تردید کانگرس سے کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔ اگر ہم اور دوسری (مذہبی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعتیں ایسا نہ کریں گی تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائیگی اور ہندوستان کے آئندہ نظام میں ان کی آواز بے اثر ثابت ہوگی اور ایسا سیاسی اور اقتصادی دھکا مسلمانوں کو لگے گا کہ اور چالیس پچاس سال تک ان کا سنبھلنا مشکل ہو جائے گا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی عقل مند اس حالت کی ذمہ داری اپنے پر لینے کو تیار ہو.....

میں اس اعلان کے ذریعہ..... .... تمام صوبہ جات کے احمدیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر پورے زور اور قوت کے ساتھ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کی مدد کریں وہ اس طرح کہ:۔

(۱) جس قدر احمدیوں کے ووٹ ہیں وہ اپنے حلقہ کے مسلم لیگی امیدوار کو دیں۔

(۲)..... پس میری یہ خواہش ہے کہ نہ صرف یہ کہ..... تمام احمدی اپنے ووٹ مسلم لیگ کو دیں بلکہ جو لوگ ان کے زیر اثر ہیں ان کے ووٹ بھی مسلم لیگ کے امیدواروں کو دلائیں۔

(۳)..... میں ہر احمدی سے یہ بھی خواہش کرتا ہوں کہ وہ اپنے حلقہ اثر سے باہر جا کر اپنے علاقہ کے ہر مسلمان کو اس وقت مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے کی تلقین کرے اور اس قدر زور لگائے کہ اس کے حلقہ اثر میں مسلم لیگ امیدوار کی کامیابی یقینی ہو جائے۔

میں امید کرتا ہوں کہ احمدی جماعت کے تمام افراد کیا مرد اور کیا عورتیں۔ مرد مردوں تک پہنچ کر اور عورتیں عورتوں کے پاس جا کر ان کے خیالات درست کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اس امر کو اس قدر اہم سمجھیں گے کہ تمام جگہوں پر مسلم لیگ کے کارکنوں کو یہ محسوس ہو جائے کہ گویا احمدی یہ سمجھ رہے ہیں کہ مسلم لیگ کا امیدوار کھڑا نہیں ہوا۔ کوئی احمدی امیدوار کھڑا ہوا ہے اور اس کام میں مقامی مسلم لیگ کے ساتھ پوری طرح تعاون کریں گے۔" (الفضل ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ کے مندرجہ بالا ولولہ انگیز اور تاریخ ساز اعلان کو اخبارات اور رسائل نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ چنانچہ دہلی کے ایک مشہور رسالہ "مولوی" نے اپنی اشاعت میں مسلم لیگ کی حمایت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے اعلان کو ان الفاظ میں شائع کیا:۔

"مسلم لیگ کی حمایت میں امام جماعت احمدیہ کا بیان۔

کانگریس کے اس اعلان نے کہ وہ اب مسلم لیگ سے بات نہیں کرے گی جبکہ مسلمان افراد سے خطاب کرے گی میرے جذبات کو بالکل بدل دیا ہے اور میں نے محسوس کیا کہ جو لوگ دروازے سے داخل ہونے سے ناکام رہے ہیں اب وہ سرنگ لگا کر داخل ہونا چاہتے ہیں اور اس کے معنی مسلم لیگ کی ہی تباہی نہیں بلکہ مسلم کیریکٹر اور مسلم قوم کی تباہی ہے۔

پس اس وقت سے میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جب تک یہ صورت حالات نہ بدلے مسلم لیگ کی پالیسی کی تائید کرنی چاہیئے جو صورت میں نے اوپر بیان کی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آئندہ الیکشنوں میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی تائید کرنی چاہیئے تاکہ انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلا خوف و تردید کانگریس سے یہ کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔ اگر ہم اور دوسری مسلم جماعتیں ایسا نہ کریں گی تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی اور ہندوستان کے آئندہ نظام میں ان کی آواز بے اثر ثابت ہوگی اور ایسا سیاسی اور اقتصادی دھکا مسلمانوں کو لگے گا کہ چالیس پچاس سال تک ان کا سنبھلنا مشکل ہو جائے گا اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی عقل مند آدمی اس حالت کی ذمہ داری اپنے پر لینے کو تیار ہو۔ پس میں اس اعلان کے ذریعہ سے تمام صوبہ جات کے احمدیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر پورے زور اور قوت کے ساتھ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کی مدد کریں۔"

(رسالہ "مولوی" دہلی جلد ۴۲ عدد ۶ صفحہ ۲۲)

قیام پاکستان سے قبل جناب خالد اختر افغانی "تحریک پاکستان۔ قائداعظم" اور مسلم لیگ کی جدوجہد پر مشتمل ایک کتاب "حالات قائداعظم" میں امام جماعت احمدیہ کے انتخابات کے متعلق اعلان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان نے بیان دیتے ہوئے کہا:۔

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ مسلم لیگ کی حمایت کرنا چاہیئے.... ..... ہر احمدی مسلم لیگ کو ووٹ دے تاکہ انتخابات کے بعد مسلم لیگ کانگریس سے بلا خوف تردید کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے اگر ہم اور دوسری جماعتیں ایسا نہ کریں تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی اور چالیس پچاس سال تک ان کا سنبھلنا مشکل ہو جائے گا۔"

(حالات قائداعظم صفحہ ۳۱۴-۳۱۵)

قائداعظم محمد علی جناحؒ کی طرف سے

حضرت امام جماعت احمدیہ کے

ایک خط کی پریس میں اشاعت:

اکتوبر ۱۹۴۵ء کے آغاز میں محمد سرور صاحب دانی (مانگزار پرداضلع رائے پور) نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا۔ جس میں سرور صاحب نے الیکشن کے سلسلہ میں راہنمائی چاہی تھی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے ان کو جو جواب تحریر فرمایا ناظر امور عامہ نے اس خط کی نقل اور ایک خط قائداعظمؒ کی خدمت میں بھجوا دیا۔ چونکہ یہ پہلا بیان تھا جو کسی جماعت کے سربراہ کی طرف سے مسلم لیگ کی حمایت میں تھا۔

قائداعظمؒ نے اس خط کی اہمیت کے پیش نظر اسے اپنی طرف سے پریس میں اشاعت کے لئے دے دیا۔ چنانچہ مسلم لیگ کے آرگن اخبار "ڈان" دہلی نے جو خبر شائع کی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"جماعت احمدیہ مسلم لیگ کی حمایت کرے گی۔ امام جماعت احمدیہ قادیان کی ہدایت۔

کوئٹہ۔ ۷ اکتوبر۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے درج ذیل خط و کتابت پریس کو بھجوائی ہے۔

جناب عالی! محمد سرور دانی ساکن مانگزار پرداضلع رائے پور کا حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک خط اور حضور کی طرف سے اس کا جواب آں محترم کے ملاحظہ کے لئے ملفوف ہے۔ آپ کا مخلص۔ محمد سرور دانی کے متذکرہ بالا خط کا متن:۔

"ہمیں ایک معاملہ میں حضور کی راہنمائی کی ضرورت ہے اس قصبہ میں ہم چند ایک احمدی رہتے ہیں۔ موجودہ انتخابی مہم میں مسلم لیگ اور کانگریس دونوں نے ہم سے رابطہ قائم کیا ہے کہ ہم چندوں کے ذریعہ (اور دیگر ذرائع سے) ان کی پارٹی اور ان کے امیدواروں کی امداد حمایت کریں۔

ازراہ نوازش ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ہمیں کس پارٹی کی حمایت کرنی چاہیئے۔"

امام جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب:۔

"آپ کو موجودہ انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت کرنی چاہیئے جس طرح بھی ممکن ہو مسلم لیگ سے تعاون کریں اور مسلم لیگ کی ہر ممکن مدد کریں۔ مسلمانوں کو موجودہ بحران میں ایک متحدہ محاذ کی شدید ضرورت ہے۔

اگر ان کے اختلافات موجود رہے تو صدیوں تک ان کے برے اثرات کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔"

(ڈان ۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

متحدہ ہندوستان میں مرکزی اور صوبائی مجالس آئین ساز کے انتخابات کے سلسلہ میں مسلم لیگ کی حمایت کرنے کے لیے حضرت امام جماعت احمدیہ نے جماعت احمدیہ کے مختلف احباب کو جو ہدایات دیں ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کو مضبوط

کرنے کے سلسلہ میں امام جماعت احمدیہ

کی کوشش

حضرت امام جماعت احمدیہ نے تحصیل صوابی کی نمایاں شخصیت صاحبزادہ عبد الحمید خانصاحب کو صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کو منظم کرنے اور مسلمانوں میں اتحاد کے لیے کام کرنے کی ہدایت فرمائی اور صاحبزادہ صاحب اس سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کو اپنی مساعی سے آگاہ کرتے رہے کیونکہ صوبہ سرحد میں کانگریس کا بہت اثر و نفوذ تھا اور حضور کو اس بات کا شدید احساس تھا کہ کہیں یہ صوبہ مسلم لیگ کے ہاتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے نکل نہ جائے۔ چنانچہ آپ وقتاً فوقتاً بااثر احمدی احباب کو مسلم لیگ کو مضبوط کرنے اور دیہات میں اس کی شاخیں قائم کرنے کی ہدایات سے نوازتے رہے چنانچہ آپ نے صاحبزادہ صاحب کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

"اس وقت سرحد میں لیگ منسٹری کو مضبوط کرنا ضروری ہے سرحد سے کسی طرح کانگرس کو ضرور نکالنا چاہیئے"

(تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۲۸۴)

حضرت امام جماعت احمدیہ نے صوبہ سرحد کے احمدیوں کو مسلم لیگ کی حمایت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:۔

"صوبہ سرحد کے احمدیوں کو میں اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کے فوائد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس دفعہ اس صوبہ میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیئے اور سب لوگوں کو مرکزی مسلم لیگ کی شاخ کے نمائندوں کو ووٹ دینے چاہئیں اور انہی کی مدد کرنی چاہیئے۔ ان کے خلاف جو لوگ آزاد مسلم لیگی ٹکٹ پر کھڑے ہوئے ہیں وہ ذاتی رنجشوں کی بناء پر کھڑے ہوئے ہیں کوئی سیاسی قومی سوال ان کے سامنے نہیں۔ اس وقت ان ذاتی رنجشوں کو بھول جانا چاہیئے..... پس صوبہ سرحد جو گویا ہندوستان کی چھاؤنی ہے اس میں مسلمانوں میں اختلاف میں بالکل نامناسب سمجھتا ہوں اور ہر احمدی سے امید کرتا ہوں کہ وہ ہر کہیں صوبہ سرحد کی مرکزی لیگ کی شاخ کے مقرر کردہ امیدوار کی حمایت کرے اس کے حق میں ووٹ دے اور اپنے زیر اثر لوگوں سے اسے ووٹ دلوائے اور اس کے حق میں اپنے علاقہ میں پورے زور سے کارروائی کرے"۔ (الفضل یکم فروری ۱۹۴۶ء صفحہ ۱)

ایک مخالف احمدیت مسلم لیگی امیدوار کو ووٹ دینے کی ہدایت

ضلع فیصل آباد سے حافظ عبداللہ صاحب جو احمدیت کے سخت مخالف تھے مسلم لیگ کے امیدوار تھے۔ چک ۱۲۷ بہلولپور کی جماعت کے احباب نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں اس سلسلہ میں راہنمائی کے لیے لکھا حضور نے جماعت احمدیہ چک ۱۲۷ کے احمدی احباب کو اپنے خط مرقومہ ۶ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں درج ذیل ہدایت فرمائی۔

"بہر حال جو شخص مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کھڑا ہوا ہے اس کو ووٹ دیں حالانکہ عبداللہ ہمارا سخت مخالف ہے۔ لیکن پھر بھی پوری کوشش کریں کہ وہی جیتے"۔

(تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۲۸۴)

سندھ کے احمدیوں کو مسلم لیگ کو مضبوط کرنے کی ہدایت

سندھ سے جماعت احمدیہ کے احباب نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت کی میں سندھ کی سیاسی صورت حال کے متعلق اور راہنمائی کے لیے ۲۳/۱۱/۴۵ کو خط لکھا کہ

"گزارش ہے کہ حضور کے ارشاد کے مطابق الیکشن کے سلسلہ میں، ہمیں مسلم لیگ کی حمایت کرنا واجب قرار دیا گیا ہے۔ صوبہ سندھ کی اندرونی حالت عرض ہے کہ اس علاقہ میں مسلم لیگ نے ٹکٹ بانٹتے وقت کام کرنے والے افراد کو اور رائے عامہ کے میلان کو مدِ نظر نہیں رکھا..... اب حضور اپنے ارشاد سے ممنون فرمائیں"۔

حضرت امام جماعت نے ارشاد فرمایا:۔

"بہر حال مسلم لیگ کو ووٹ دینے ہیں بلکہ آغا صاحب کی شرافت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر ان کو ٹکٹ نہیں ملا تو بیٹھ جائیں اور اچھا نمونہ پیش کریں تاکہ تمام مسلمانوں کی طاقت بڑھے ذرا کو ہمیشہ قوم کے لیے قربانی کرنی چاہیئے۔ (تاریخ احمدیت جلد دہم ۲۸۴)

بنگال، یوپی، بہار، سی پی و بمبئی کے احمدیوں کو مسلم لیگ کی مدد کا فرمان

ضلع بجنور کے احمدی دوست نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں الیکشن کے سلسلہ میں راہنمائی کے لیے لکھا کہ

"یہاں پر کانگرس کا بہت زور ہے اگر حصہ مسلمانوں کا کانگرس کو ووٹ دے گا کیونکہ جمعیت علماء کی طرف سے کانگرس کے واسطے بہت کوشش ہے۔ لہٰذا..... ارشاد عالی سے مطلع فرمایا جائے کہ ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیئے؟"

حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے دستِ مبارک سے جواب تحریر فرمایا:۔

"لیگ کی ہر طرح امداد کریں اپنے ووٹ بھی دیں اور جن جن پر اثر پڑ سکتا ہو ان سے بھی دلوائیں بنگال۔ یوپی۔ بہار، سی پی اور بمبئی وغیرہ میں ووٹ مسلم لیگ کو دیئے جائیں"۔

(الفضل ۲۷ فروری ۱۹۴۶ء صفحہ ۲)

مسلم لیگ کی کامیابی کیلئے احمدیوں کی بے مثال جد وجہد

حضرت امام جماعت احمدیہ کی ہدایت کے مطابق تمام احمدیوں نے مسلم لیگ کی حمایت میں دن رات ایک کر دیا۔ جہاں احمدیوں نے خود مسلم لیگ کو ووٹ دیئے۔ وہاں اپنے زیر اثر لوگوں سے مسلم لیگ کو ووٹ دلوائے اور کانگرس اور کانگرس نواز مسلمان جماعتوں کی مخالفت کے باوجود مسلم لیگ کی ڈٹ کر حمایت کی دوڑوں کے گھر گھر جا کر ان کو مسلم لیگ کو ووٹ دینے پر آمادہ کیا۔ اس سلسلہ میں تمام احمدیوں مردوں اور عورتوں نے پوری جانفشانی سے کام کیا۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ نے عورتوں کی انتخابات میں قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جو قربانی عورتوں نے کی اس کا بھی دیکھنے والوں اور فریق مخالف کے نمائندوں اور پولنگ آفیسر پر بہت ہی گہرا اثر پڑا ہے۔ جو عورتیں پولنگ آفیسر کی امداد کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے آئی تھیں وہ اس قدر متاثر ہوئیں کہ ان کے یہ الفاظ تھے۔ کہ ہم نہیں سمجھ سکتیں کہ یہ جماعت کیسی ہے اور اس میں قربانی کی یہ روح کیسے پیدا ہو گئی ہے بعض عورتیں ایسی حالت میں ووٹ دینے کے لیے آئیں۔ کہ ان کو بچہ ہونے والا تھا اور درد زہ شروع تھا۔ بعض ایسی ایسی تکلیف کی حالت میں آئیں کہ ووٹ دیتے ہی بے ہوش ہو گئیں بعض ایسی تھیں کہ ان کو بچہ ہوئے صرف بارہ گھنٹے گزرے تھے۔ کہ وہ اس حالت میں سٹریچر پر لیٹ کر ووٹ دینے کیلئے آگئیں ایک واقعہ ہو تو انسان اسے نظر انداز کر سکتا ہے مگر یہاں تو ایک درجن سے زائد ایسی عورتیں تھیں کہ بعض کو درد زہ لگی ہوئی تھی اور ووٹ دینے کے لیے آگئیں۔ اور بعض ایسی تھیں کہ ان کو بچہ ہوئے چند گھنٹے گزرے تھے۔ اور وہ ووٹ دینے کے لیے آگئیں اور بعض عورتیں ایسی حالت میں ووٹ دینے کے لیے آئیں کہ وہ بیٹھ ہی نہ سکتی تھیں ان کو ڈولی میں لایا گیا اور ایک رشتہ دار نے دائیں طرف سے اور دوسرے نے بائیں طرف سے ان کو پکڑا ہوا تھا۔ کہ کہیں گر نہ پڑیں۔ ایک درجن سے زیادہ مثالیں اس قربانی کی موجود ہیں اور اس قربانی کا اس قدر اثر ہوا تھا کہ وہ عورتیں جو مخالف پارٹی کی طرف سے بطور ایجنٹ کے تھیں وہ بھی عورتوں کی اس قربانی پر حیرت کا اظہار کر رہی تھیں"۔

(مصباح مارچ ۱۹۴۶ء صفحہ ۱۶ تا ۱۷)

حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ ان انتخابات میں ایک احمدی عورت کے ووٹ دینے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تحریک پاکستان کے زمانے میں جب یہ خطرہ تھا کہ اگر مسلم لیگ نہ جیتی تو پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا اس وقت (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ) نے ایک عام حکم جاری کیا کہ جس کے لیے بھی ممکن ہو وہ ضرور ووٹ دینے کے لیے جائے اب یہ واضح بات ہے کہ ووٹ دینا کوئی ایسا فرض نہیں ہے جس کے چھوڑنے سے کسی (مذہبی) حکم کو ٹالا جاتا ہو اور پھر جو مجبور ہو بیمار ہو اس کو تو ویسے بھی اجازت ہے کہ بے شک ووٹ دینے نہ جائے لیکن ایک عورت مچل گئی۔ چند دن پہلے اس کے بچہ ہوا تھا۔ اس کے ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں نے اسے سمجھایا کہ بی بی نہ جاؤ۔ بیماری کا خطرہ ہے اس نے کہا خطرہ اپنی جگہ ہے لیکن میرے کانوں میں تو امام (جماعت احمدیہ) کی آواز پہنچی ہے کہ تم نے مسلم لیگ کو ووٹ دینا ہے اور اسے جتانا ہے اس لیے ووٹ دینے ضرور جاؤں گی۔ انہوں نے کہا اچھا پھر بہتر یہی ہے کہ ہم باہر تالا لگا دیتے ہیں اور تمہیں گھر میں بند کر جاتے ہیں۔ چنانچہ تالا لگا کر سارے گھر والے چلے گئے ان کے جانے کے بعد وہ عورت اٹھی اور اس نے واویلا شروع کر دیا۔ کسی ہمسائے کے کان میں آواز پڑی وہ آیا اور اس نے تالا توڑا اس عورت نے کہا کہ اور تو کوئی بات نہیں مجھے تھوڑی دیر کے لیے باہر جانا ہے یہ کہہ کر وہ وہاں سے روانہ ہوئی۔ جب قافلہ ووٹ دے کر واپس آ رہا تھا تو اس نے ایک جھاڑی میں سے خون بہتا دیکھا، پتہ کیا تو معلوم ہوا وہ تو ان کے گھر کی ہی بچی تھی جسے وہ اندر بند کر کے آئے تھے۔ اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ چل سکے۔ چنانچہ رستہ میں اس کا اتنا خون بہا اور اتنی Bleeding ہوئی کہ وہ مجبوراً جھاڑی میں چھپ گئی اور وہیں بے ہوش ہو گئی چنانچہ یہ لوگ اس کو اٹھا کر واپس گھر لائے"۔

(الفضل ۲۸ فروری ۱۹۸۳ء)

مخالف جماعتوں کی تلملاہٹ

جماعت احمدیہ نے انتخابات میں بے انتہا محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ اور مسلم لیگ کی ہر حال میں دامے درمے سخنے مدد کی۔ جس پر تحریک پاکستان کی مخالف جماعتیں مجلس احرار۔ جمعیت العلماء وغیرہ بوکھلا اٹھیں کیونکہ وہ مسلم لیگ کی مخالفت کانگرس کے اشارے پر کر رہی تھیں۔ کانگرس کے نزدیک ہندوستان کی تقسیم گاؤ ماتا کی تقسیم تھی۔ ان جماعتوں کو معلوم تھا کہ اگر مسلم لیگ مسلمانوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت سے ابھری تو پاکستان کا قیام ناگزیر ہے اور وہ اپنے ہندو آقاؤں کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہوں گی اس لیے انہوں نے جماعت احمدیہ پر تنقید شروع کر دی اور مسلم لیگ کو بھی ہدف تنقید بنایا۔ انہوں نے لکھا:۔

(امام جماعت احمدیہ کے مسلم لیگ کی حمایت کے اعلان کے بعد)

"اس کے بعد مسٹر جناح نے کوئٹہ میں تقریر کی اور مرزا محمود کی پالیسی کو سراہا اس کے بعد سنٹرل اسمبلی کے الیکشن ہوئے تو تمام مرزائیوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے یہاں تک کہ جب مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار لاہور جو کسی زمانے میں مرزائیوں کے شدید ترین دشمن تھے ان کا مسٹر گابا کا مقابلہ ہوا تو دفتر ضلع لیگ گورداسپور نے مرزا محمود احمد قادیانی کو ایک چٹھی لکھی

(چٹھی کی نقل کے بعد لکھا ہے)

اس چٹھی پر تمام مرزائی بٹالہ گئے بٹالہ کے مسلم لیگی کارکنوں نے ان سے معانقے کیئے۔ ووٹ مولانا ظفر علی خاں کے حق میں گزارے گئے دیگر بعض مسلم لیگ کے لیڈر لاہور سے بذریعہ کار تشریف لاکر اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھتے رہے"۔

(مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر تبصرہ ۱۹۱۸ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ کے مسلم لیگ کی حمایت میں ولولہ انگیز بیان پر تحریک پاکستان کے مخالفوں نے خوب شور مچایا اور جب جماعت احمدیہ کی انتخابات میں مسلم لیگ کی تائید و حمایت کے نتیجہ میں انتخابات کے نتائج سامنے آئے تو کانگرس اور کانگرس نواز مسلمان جماعتیں حیرت زدہ رہ گئیں اور انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی ذات کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے لکھا۔

"آج مسٹر جناح بیرسٹر کی بجائے مفتی کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور سر ظفر اللہ قادیانی ..... کو جو پاکستان کے حامی ہیں ..... دیانتدار قرار دیتے ہیں اور مولانا حسین احمد صاحب مفتی کفایت اللہ صاحب جیسے عمائدین کو بددیانت بے ایمان کہہ دیتے ہیں"۔

(تحریک پاکستان پر ایک نظر صفحہ ۴۱ از ناظم جمعیت العلماء)

احمدیوں کی عظیم الشان خدمات کا اعتراف

قیام پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مساعی اور جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے مسلم لیگ کے مؤرخ جناب رئیس احمد جعفری اپنی کتاب "قائداعظم اور ان کا عہد" میں اصحاب قادیان اور پاکستان کے زیر عنوان لکھتے ہیں۔

اب ایک اور دو کثیر بڑے فرقہ اصحاب قادیان کا مسلک اور رویہ پاکستان کے بارے میں پیش کیا جاتا ہے حقائق ذیل سے اندازہ ہو جائے گا کہ اصحاب قادیان کی دونوں جماعتیں یعنی احمدیہ اور قادیانی مسلم لیگ کی مرکزیت پاکستان کی افادیت اور مسٹر جناح کی سیاسی قیادت کی معترف اور مداح ہیں

اس کے بعد امام جماعت احمدیہ کا الیکشن کے بارہ میں پیغام درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

مسلم قوم کی مرکزیت پاکستان یعنی ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام کی تائید مسلمانوں کے یاس انگیز مستقبل پر تشویش عامۃ المسلمین کی صلاح و فلاح، نجاح و مرام کی کامیابی، تفریق بین المسلمین کے خلاف برہمی اور غصہ کا اظہار کون کر رہا ہے؟ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور جماعت حزب اللہ کا داعی اور امام الہند؟ نہیں! پھر کیا جانشین شیخ الہند اور دیوبند کا شیخ الحدیث؟ وہ بھی نہیں! پھر کون؟ وہ لوگ جن کے خلاف "کفر" کے فتووں کا پشتارہ موجود ہے، جن کی نامسلمانی کا چرچا گھر گھر ہے جن کے ایمان جن کا عقیدہ مشکوک مشتبہ اور محل نظر ہے۔ کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے

"کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے"

انتخابات کے بعد بھی جماعت احمدیہ نے مسلم لیگ کی تائید و حمایت جاری رکھی اور آخرکار مسلم لیگ حصولِ پاکستان کی جدوجہد میں کامیاب ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کو جو ہم نے بہت کوشش جدوجہد اور قربانیوں سے حاصل کیا ہے قائم و دائم رکھے اور دن دگنی رات چوگنی ترقیات عطا فرمائے۔

(آمین)

اہل ربوہ کیلئے خصوصی رعایت

A-ONE FURNITURE
RAISA ROAD RABWAH

اے ون فرنیچر اقصیٰ روڈ ربوہ

شیشم کی لکڑی سے اعلیٰ قسم اور معیاری فرنیچر آرڈر پر تیار کیا جاتا ہے
نیز لکڑی کا عمارتی کام بھی تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

جدید فیشن کے مطابق
- سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات اور
- چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ کیلئے
فون ۵۲۶۲۳، ۶۳۸۵۱
فرحت علی جیولرز
کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم
لاہور

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ
کراچی میں
معیاری سونے کے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے تشریف لائیں
الرؤف جیولرز
فون نمبر ۶۱۷۰۶۹
۱۶ ★ خورشید کلاتھ مارکیٹ
جیدری، شمالی ناظم آباد
کراچی

اعلیٰ سامان، بہترین سروس اور رعایتی کرایہ کے لئے صرف
کینوبی شامیانے
صوفہ سیٹ قالین
کراکری کرسیاں اور دوسرا سامان
سادات ٹینٹ سروس
سراج مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مالکانِ بھٹہ خشت متوجہ ہوں

بھٹہ خشت کے لئے بلوچستان کا بہترین کوئلہ مناسب نرخوں پر حاصل کرنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

ایم۔ احمد اینڈ کمپنی
(کالری اونرز)
2-13/4 شارع عدالت کوئٹہ (بلوچستان)
فون:۔ کوئٹہ: دفتر 73048، گھر 73015
لاہور: دفتر 528356، گھر 306236

FURQAN MOTORS LIMITED
Authorised Dealers of National Motors Ltd.
For Genuine TOYOTA Parts

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں!

الفرقان موٹرز لمیٹڈ
۲۷۔ تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ
کراچی ۳

ٹیلیفون
74609
79523

سرمہ طفیل ۱۱ روپے
کورس ۳ شیشی

عرقِ لوز ۲۰/- روپے بمعہ ڈاک
مفید معدہ ۶/- ۱۲/-
اکسیر کثرت پیشاب چھوٹی ۵/- بڑی شیشی ۲۵/-
حب بواسیر قیمت ۸۴ گولی ۲۸/-
بیوٹی سفوف ۱۵/- روپے
حبوب اکسیر اٹھرا ۳۶/- روپے
حبوب صندلین ۶/۵۰ روپے
اکسیر تبخیر معدہ ۲۵/- روپے
اکسیر کھانسی و نزلہ سیرپ ۶/۵۰ روپے
ہاضمنا سیرپ ۱۲ روپے

بذریعہ ڈاک منگوانے کا انتظام تفصیلی لٹریچر مفت حاصل کریں
صحیح تشخیص ہمدردانہ مشورہ۔ مرض مریض کی نبض دیکھ کر بتائی جاتی ہے اور فیس نہیں لی جاتی
دواخانہ حکیم محمد طفیل ربوہ (سابق صدر طبیہ کمیٹی تحصیل جوی)
معرفت کوئٹہ ہاؤس اندرون گلی گولبازار۔ ربوہ

پیٹ کی تمام بیماریوں کیلئے:
ہاضمون (رجسٹرڈ)
گھر میں ہر وقت رکھنے کا چورن:
نصرت دواخانہ ہاضمون
بالمقابل ایوان محمود۔ گول بازار ربوہ

ہمارے ہاں ہر قسم کا عمارتی شیشہ اور آئینے دستیاب ہیں
بھٹی گلاس ہاؤس
اقصیٰ چوک ربوہ

حبوب اکسیر اٹھرا
قیمت ۱۰ گولی ۱۲ روپے
دواخانہ حکیم محمد طفیل سابق صدر طبیہ کمیٹی تحصیل جوی گولبازار ربوہ

ہر قسم کی عمارتی لکڑی
دیودار۔ کیل۔ چیل۔ پڑتل
کے لئے:
ہمارے ہاں رجوع فرمائیں
سٹار ٹمبر سٹور
۵۳ فیروزپور روڈ
بالمقابل تھانہ اچھرہ لاہور
فون ۴۱۰۶۱۷

لذیذ چرغہ ہاؤس
فخریہ پیشکش: سٹیم روسٹ چرغہ سادہ و روغنی نان
بیاہ شادیوں اور پارٹیوں کے لئے آرڈر پر بنوائیں (فضل الٰہی مارکیٹ)
کالج روڈ۔ بالمقابل جامعہ احمدیہ۔ ربوہ:

پیور بے جی ٹانک بچوں کو صحت مند بناتا ہے ۱۲/-
پیور الفلفا ٹانک ہر قسم کی کمزوری دور کرنے کیلئے ۲۰/-
پیور گولڈ ڈراپس دل کی طاقت کی فوری دوا ۱۵/-
گیسٹر کیور بدہضمی اور گیس کی عظیم دوا ۱۵/-
فیسلین چہرے کی چھائیوں کیلئے ۳۰/-
پیور برین ٹانک دماغی طاقت کیلئے ۲۰/-
شاہ ہومیو پیتھک اسٹور رحمت بازار ربوہ

سنگھار مرکز
ریل بازار اوکاڑہ

نرینہ اولاد سے محروم، بے اولاد اور مرض اٹھرا کی شکار دکھی عورتوں کیلئے
ہوالشافی

۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
اقصیٰ چوک ربوہ، فون نمبر ۵۵۸
دواخانہ حکیم نظام جان
حکیم انوار احمد جان ابنِ حکیم نظام جان، چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ
پوسٹ بکس نمبر ۲۲۲ فون نمبر ۷۳۹۹۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیل - سیل - سیل

دوکان ختم کرنے کے لئے ہر قسم کے کپڑے کی سپیشل سیل، اہل ربوہ اس نادر موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

المنور کلاتھ ہاؤس
(فضل الٰہی مارکیٹ)
گاج روڈ، ربوہ

ادریس فش شاپ
مچھلی، مرغ اور چھوٹا گوشت
کی مشہور دوکان
رحمت بازار ربوہ پر آرڈر
مک کرائیں، بازار سے بارعایت

حیوانات کی ادویات
اکسیر سرکن (خونی پیشاب) اکسیر اجارہ، اکسیر بندش اکسیر کنار، اکسیر منہ کھر، اکسیر گل گھوٹو، اکسیر واہ، اکسیر ٹک اکسیر دودھ، اکسیر سوزش پستان، اکسیر گلٹی پستان، 2 کیپسول 2 روپے اور تریاق زیر باد وغیرہ جملہ ادویات حیوانات بحساب -/3 فی پیکٹ بازار سے دستیاب ہیں تفصیلات کے لئے کیور ٹیو میڈیسن گائیڈ دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

کیور ٹیو سنٹرز
لاہور: مبشر میڈیکوز چوک میو ہسپتال
کراچی: خواجہ میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ
راولپنڈی: شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال
فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
ملتان: الطاف میڈیکل ہال صدر بازار
گجرات: مظہر میڈیکل ہال چوک نواب صاحب
گوجرانوالہ: ہومیو دار الشفاء، نعمانیہ روڈ، نعمانیہ چوک
منڈی بہاؤالدین: اسراری دواخانہ، کمیٹی بازار
جھنگ: حکیم ارشد جاوید اندرون ممنا گیٹ
اوکاڑہ: ہومیو ڈاکٹر محمد اقبال دیپالپور چوک
وہاڑی: قدائی میڈیکل سٹور کلب روڈ نزد اسلامیہ ہائی سکول
پشاور: اختر میڈیکل سٹور، ہسپتال روڈ۔
کوہاٹ: عزیز اینڈ کو کیمسٹ بنوں روڈ
مردان: ہومیو ڈاکٹر غلام جیلانی نیو مارکیٹ
بنوں: حاجی نور الٰہی محمد اکرم کیمسٹ اندرون لکی گیٹ
سکھر: مدنی ٹریڈرز۔ مدنی مارکیٹ
کوئٹہ: غفور میڈیکل سٹور، سورج گنج بازار

کیور ٹیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ فون 606-607

نرینہ اولاد سے محروم، بے اولاد اور مرض اٹھرا کی شکار دکھی عورتوں کیلئے
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام مولتانی دواخانہ حکیم نظام جان
فون ۵۵۸
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون نمبر ۷۳۹۹۷ - اقصیٰ چوک ربوہ

نظر اور
کے متعلق نہایت مفید رسالہ جس میں نظر کی کمزوری، آنکھوں کی پرانی سوزش، سپرنگ کٹار، ککرے، السر (پھولا) ناخونہ، دھند، سفیدی، بھینگا پن، دو نظری، آنکھ کے زخم، چوٹ اور ناسور Eye Fistula وغیرہ کے متعلق مفید نسخے درج ہیں، آنکھ کے معالجین، مریضوں اور متعلقین کیلئے صحیح رہنما "آئیز کیور گائیڈ"
EYES CURE GUIDE
صرف دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ فون 606 — 607

نئے جدید فیشن کے مطابق
سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات وغیرہ سستے
نیو پاک جیولرز
نمبر
۴۱۰۹۷۴ : ۴۱۸۶۴۶
رہائش : ۴۱۸۶۴۵
۱۰ شادمان کالونی لاہور
پروپرائیٹر
۱۱۱ فیروزپور روڈ گلیکسی سینما اچھرہ لاہور۔
۱۲۰۰ - ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور۔ میاں عظیم قادر اینڈ سنز